سلام

علامہ اخترؔ علی تلہری مرحوم

درد و الم ہیں زینتِ عنوانِ زندگی
عیش و طرب میں ڈھونڈھ نہ سامانِ زندگی

دل میں جگہ دے سوزِ مشیّت گداز کو
تجھ کو اگر ہے خواہشِ فیضانِ زندگی

او بے خبر نہ ہنس مری چشمِ پُر آب پر
یہ اشک ہیں بہارِ گلستانِ زندگی

او محوِ نائے و نوش نظر کو بلند کر
دیکھی نہیں ہے تو نے ابھی شانِ زندگی

ہنگامہ ہائے موت سے میری بلا ڈرے
پیشِ نظر ہے وسعتِ دامانِ زندگی

خونیں کفن شہید ترے ہاتھ چوم لوں
تو نے بلند کردیا ایوانِ زندگی

تاریکیٔ خیال و نظر کو مٹا دیا
اب جگمگا رہا ہے شبستانِ زندگی

جب سے کہ تو نے کی ہے چمن بندیٔ وفا
کیا کیا مہک رہا ہے گلستانِ زندگی

شاداب ہے، لہو سے ترے، عشق کا چمن
اے کربلا کی جان، تو ہے جانِ زندگی

اے خاک و خوں میں لوٹنے والے ترے نثار
تو نے ہمیں بتا دئے ارکانِ زندگی

جانبازیوں کی راہ میں روشن کئے چراغ
تو نے ہمیں بنا دیا شایانِ زندگی

تو نے حیات کا ہمیں بخشا نیا نظام
حیدرؑ کی جان اے شہِ مردانِ زندگی

ہر ذرّہ میں ہے مہر و محبت کی اک تڑپ
ہے کربلا کی خاک میں کیا شانِ زندگی

سر پر تڑپ رہی ہے جو بجلی تو کیا ہے ڈر
اخترؔ ہے موت آپ نگہبانِ زندگی

سلام

م۔ر۔عابد

الٰہی اب تو نصیب کتاب ہو جائے
جہالتوں کی زمیں بے سحاب ہو جائے

فراتِ فکر میں غوطہ مری نگاہ کرے
مرے قلم کی روانی مثاب ہو جائے

اندھیروں ہی کی حدوں میں شکست ظلم لکھے
سحر قریب ہے پوری کتاب ہو جائے

ضمیر حُر کو کہاں تک جھنجھوڑ لائے حسینؑ
کہ کربلا ہی میں یوم الحساب ہو جائے

کتاب حر میں اجل کا حوالہ غائب تھا
امام کچھ جو لکھیں سد باب ہو جائے

بس ایک نوک زباں سے پروف ٹھیک ہوا
کتاب حر کا نیا انتساب ہو جائے

جناب ثانیٔ زہرؑا کا خطبہ کافی ہے
کہ عزم جور کی مٹی خراب ہو جائے

شرافتوں کو جکڑ کر کہیں اکڑ لے یزید
یہیں ہوائے حکومت نہ خواب ہو جائے

دیار شام میں اونچا نشان زینبؑ ہے
ستم کو صبر کا پورا جواب ہو جائے

حسینؑ ظلم کو بن باس دینے آئے کہاں
یہیں پہ صدیوں کا چڑھتا حساب ہو جائے

بجھا بجھا کے چراغوں کو روشنی دی ہے
سواد شام کا رخ بے نقاب ہو جائے

یزید! سوچا بھی مقتل پکانے سے پہلے
نہ ہو گلے کی یہ ہڈی عذاب ہوجائے